بسم اللہ الرحمن الرحیم

ملک وملت کے ساتھ یہ مذاق کب تک؟

شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب
صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان

پاکستان کا قیام دوقومی نظریہ کا مرہون منت ہے اور پاکستان کی قانونی جنگ کفر واسلام کی بنیاد پر لڑی گئی تھی اور یہ کہا گیا تھا کہ ہندو کافر ہیں اور پاکستان کا مطالبہ کرنے والے مسلمان۔ ان دونوں کے دین ومذہب جدا جدا ہیں۔ ان کی تہذیب، معاشرت، ثقافت اور سیاست جدا جدا ہیں۔ یہ ایک ملک میں اکٹھے نہیں رہ سکتے۔ اس مقصد کا اس زور وشور سے پروپیگنڈہ کیا گیا کہ دوسری مخالف آواز دب کر رہ گئی اور بھارت میں رہ جانے والے مسلم اقلیت کے علاقوں کے مسلمان یہ جانتے ہوئے بھی کہ قیام پاکستان سے ہمیں کوئی فائدہ حاصل نہ ہوگا۔ تحریک پاکستان کا ہراوّل دستہ بن کر آگے آئے صرف اس لیے کہ بھارت میں رہ جانے والے ہمارے علاقوں میں اگرچہ ہندو راج ہوگا اور ہمارا سابقہ بھی اسی کے ساتھ رہے گا لیکن پاکستان میں تو اسلامی تشخص قائم ہوسکے گا۔ قرآن وسنت کا نظام نافذ ہوگا، اسلامی تہذیب وثقافت پروان چڑھے گی۔ اسلامی معاشرے کے زیر سایہ ہمارے بھائی راحت اور چین وآرام کی زندگی گزار سکیں گے اور اس طرح پاکستان نظریاتی مملکت کی حیثیت سے دوسرے تمام ممالک کے لیے مینارہ نور بن کر ابھرے گا۔ اسلام کی بالادستی کا یہ اظہار نہ صرف اہالیان پاکستان کی عزت وناموس، راحت وآسائش کی نوید جانفزا ثابت ہوگا بلکہ اس سے اسلام کی اشاعت وتبلیغ میں زبردست اضافہ ہوگا۔ یہ پاکستان اپنی جغرافیائی حدود میں منحصر ہوکر نہیں رہے گا بلکہ اس کی بدولت دنیا کے بے شمار علاقوں میں اسلام کی طرف پیش قدمی شروع ہوجائے گی۔ خود بھارت بھی تھوڑے عرصہ کے بعد اسلام کے زیر سایہ آکر پاکستان بن جائے گا۔ لیکن۔ اے بسا آرزو کہ خاک شدہ۔ پاکستان بنتے ہی اعلان کردیا گیا کہ یہاں نہ کوئی سندھی ہوگا، نہ پنجابی، نہ بلوچ ہوگا، نہ پٹھان، نہ مسلمان ہوگا، نہ ہندو، نہ سکھ۔ لیجیے اقتدار اعلیٰ پر براجمان ہونے والوں نے سندھی پنجابی کی لپیٹ میں رکھ کر ہندو مسلم کے فرق کے خاتمے کا بھی اعلان کردیا اور پاکستان کی پوری تحریک کی بساط الٹ کر رکھ دی۔ چنانچہ دیکھنے والے نصف صدی سے دیکھتے چلے آرہے ہیں اور آج بھی اسی کا پرچار ہے اور یہی کچھ آئندہ کے عزائم ہیں کہ سندھی سندھی ہے اور پنجابی پنجابی۔ بلوچ بلوچ ہے پٹھان پٹھان، کوئی ایک دوسرے کے حق میں کسی خیر کا روادار نہیں۔ نیشنلزم کا زور دن بدن ترقی پر ہے، قومی وسائل کی بڑی دولت اسی پر خرچ ہورہی ہے۔ مگر اس مملکت خداداد میں ہندو مسلم کا فرق کچھ اس طرح ختم کردیا گیا ہے کہ بے شمار مسلمان گھرانوں میں آج کفار پرورش

پا رہے ہیں۔ اس اٹھاون سالہ دور میں ہماری نسلیں اللہ و رسول سے اعلانیہ بیزاری کے اظہار پر جری ہوگئی ہیں۔ قرآن وسنت کے نظام کو فرسودہ قرار دینے میں انہیں کچھ نہیں ہوتا۔ احکام اسلام کا مذاق اڑانا آج کا فیشن بنا ہوا ہے۔ حکومتوں کے ایوانوں اور اعلیٰ سوسائٹی سے لے کر مزدور اور محنت کش، طلبہ واساتذہ اور دانشور سب اسی ہرزہ سرائی میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے میں مصروف ہیں۔ سیاست میں عمل دخل رکھنے والے ایسے حلقے پوری آزادی کے ساتھ میدان میں ہیں جو نظریہ پاکستان کی نفی کرتے ہوئے لادینی نظام زندگی کے علمبردار ہیں اور ملک کو سیکولر اسٹیٹ بنانے کے مدعی ہیں بلکہ ان لوگوں کو بھی یہاں کھلی چھٹی ملی ہوئی ہے جو اشتراکیت کے پرجوش داعی ہیں اور روس اور چین کے نظام کو نافذ کرنے کے درپے ہیں۔ معلوم نہیں ملک وملت کے ساتھ یہ مذاق کب تک جاری رہے گا۔ سوچنے کی بات ہے کہ اگر یہی کچھ مقصد ہے اور لادینی نظام ہی کو ترجیح دینا ہے تو تقسیم کا کوئی جواز ہی باقی نہیں رہتا۔ سیکولر نظام تو بھارت میں بھی موجود ہیں۔ تقسیم کے نتیجہ میں جو قتل وغارت گری، فساد اور انتقال آبادی اور معیشت پر بے تحاشا بوجھ جیسے روح فرسا واقعات کو کس لیے گوارا کیا گیا۔ یہ سب کچھ تو اسلام کی خاطر ہی گوارا کیا گیا تھا۔

ارباب اقتدار کی منافقت کا یہ عالم ہے کہ اسلام اسلام پکارتے ہوئے ان کے گلے خشک نہیں ہوتے لیکن ان کے دلوں میں اسلام کے لیے کوئی گنجائش موجود نہیں۔ غضب خدا کا جو لوگ نفاذ اسلام کے بلند بانگ دعوؤں کے ساتھ ووٹ لے کر اقتدار کے شیش محل میں پہنچے ہیں۔ وہ کھلے بندوں اسلام کی نفی کر رہے ہیں۔ کبھی کہا جاتا ہے کہ اسلام ترقی یافتہ دور کا ساتھ دینے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ کبھی کہتے ہیں کہ اسلام کا نفاذ اس لیے مشکل ہے کہ اس کے نفاذ سے تمام فرقوں میں ہم آہنگی باقی نہ رہے گی جس کا بین السطور یہ ہے کہ پاکستان کو سیکولر اسٹیٹ بنا دیا جائے تو ہم آہنگی میں اشکال نہیں پیش آئے گا۔ اس وقت ملک کے تمام طبقات ایسی افراتفری کا شکار ہیں کہ کسی سے بھی یہ آس نہیں لگائی جاسکتی کہ وہ اس ستم رسیدہ مملکت خداداد کے تحفظ وبقا کے لیے کوئی حوصلہ افزا کردار ادا کرنے کی پوزیشن میں ہے اور یہ نتیجہ ان غلط پالیسیوں کا ہی ہے جو شروع سے آج تک نافذ کی جاتی رہی ہیں۔

مگر آج اٹھاون سال کے بعد جب پاکستان کی تاریخ پر نظر جاتی ہے تو سوائے مکر ونفاق اور دجل وفریب کے کچھ نظر نہیں آتا۔ کبھی بھی سنجیدگی کے ساتھ نہ یہاں قرآن وسنت کا نظام نافذ کرنے کی کوشش کی گئی، نہ عدل وانصاف کی حکمرانی قائم ہوئی، نہ اسلامی علوم کی سرپرستی کی گئی اور نہ اسلام کو بالادستی عطا کی گئی بلکہ اس عرصے میں غیر اسلامی نظام تعلیم اور فرنگی معاشرت وثقافت کے ذریعے چار نسلیں وہ تیار کی گئی ہیں جو اسلام کے متعلق یا تو شک وشبہ کا شکار ہیں یا پھر کھلم کھلا بغاوت پر آمادہ ہیں، ان کی تیاری پر قوم کا قیمتی سرمایہ اربوں کھربوں کی تعداد میں صرف کیا گیا ہے اور تا حال کیا جا رہا ہے۔ نتیجہ سامنے ہے۔ اسلام سے لاتعلق بن جانے اور اغراض ومفادات کا پابند ہو جانے کا ثمرہ ہے کہ ایک بازو کٹ گیا اور پاکستان ٹوٹ کر آدھا رہ گیا اور جو آدھا رہ گیا ہے، وہ انتشار وخلفشار کا شکار ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنی بداعمالیوں کی پاداش سے محفوظ رکھے اور صحیح رخ پر عزم وہمت کے ساتھ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ☆☆☆